عہدِ نبوی کی ابتدائی مہمیں

محرکات، مسائل اور مقاصد

(تعلیقات وحواشی)

۹

از جناب ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی استاد شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۹۱- واٹ، محمدؐ مدینہ میں (انگریزی)، ص۲۔ مستشرق موصوف نے ایک دلچسپ تحقیق کاروان قریش کے بارے میں یہ فرمائی ہے کہ غالباً متعدد کاروانوں نے جن میں سے بعض اپنے شمالی سفر کے دوران مسلمانوں کی توجہات کا مرکز بن چکے تھے عظیم تر تحفظ و حفاظت کی خاطر مل کر ایک کارواں بنالیا تھا۔ (ص۱) موصوف نے یہ نتیجہ ایسا لگتا ہے کہ واقدی کی ایک روایت سے اخذ کیا ہے۔ مغازی نگار کا کہنا ہے کہ اس عظیم کاروان قریش میں قریش کے متعدد خاندانوں کے کاروان شامل تھے (واقدی ص۲۸) اس کی تصدیق دوسرے مآخذ سے ہوتی ہے جو مختلف خاندان ہائے قریش کی شمولیت اور ان کے سرمایے کا ذکر کرتے ہیں۔ اس سے دو اہم نکتے ابھرتے ہیں۔ اول یہ کہ قریش مکہ کے مختلف خاندان اپنے اپنے کارواں الگ بھیجتے تھے۔ اور یہ طرز عمل بنیادی طور پر اقتصادی روایت کی وجہ سے تھا جو ایک تاجرانہ معیشت کا لازمی جز ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ شام کو جانے والا یہ عظیم قریشی قومی کارواں

مخصوص حالات و اسباب کی بنا پر بھیجا گیا تھا اور اس میں متعدد خاندانوں کے کارواں مکہ سے اپنے سفر کے آغاز ہی میں شامل تھے۔ اور انھوں نے شام میں تحفظ کی خاطر یہ اتحاد نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ اتحاد اقتصادی اور اس کے محرکات سیاسی تھے جن کا ذکر کہیں اور آتا ہے۔ اس لئے مستشرق موصوف کا یہ خیال کہ قریشی کاروانوں نے یہ اتحاد شام میں مسلمانوں کے خطرہ کے پیش نظر اور ان کے بارے میں اپنے سابقہ تجربات کی روشنی میں کیا تھا گمراہ کن ہے۔

۹۲۔ نخلہ مکہ اور طائف کے درمیان مشرقی مقامی راہِ تجارت پر واقع تھا۔ وہ بنو سُلیم کے علاقے کا ایک مذہبی مرکز تھا جہاں واقدی کے بقول عُزّیٰ کا بت اور مندر تھا اور جس کی تولیت بنو سُلیم کے خاندان بنو شیبان کے ہاتھوں میں تھی۔ نیز ملاحظہ ہو: یاقوت، معجم البلدان، پنجم ص ۸-۲۷۷۔

۹۳۔ بحران فرع کے نواح میں تھا اور فرع کا مدینہ سے فاصلہ آٹھ بُرُد تھا یعنی تقریباً اسی میل۔ ملاحظہ ہو: معجم البلدان، اول ص ۳۴۱۔

۹۴۔ ابن اسحاق ص ۹-۲۸۶ اور ص ۳۸۷؛ ابن ہشام، دوم ص ۳۷-۲۳۴۔ نیز ملاحظہ ہو، کتاب المحبر ص ۱۷-۱۱۶، جس کے مطابق یہ مہم رجب کے آخری عشرہ میں روانہ اور یکم شعبان کو واپس مدینہ ہوئی تھی۔

۹۵۔ یاقوت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عامر کا باغ (بستان) وادی نخلہ کے زیریں علاقہ میں تھا اور شہر نخلہ سے اس کا فاصلہ ایک رات کے سفر کا تھا جبکہ نخلہ اور مکہ کے درمیان دو راتوں کی مسافت تھی۔ گویا یہ باغ طائف اور مکہ کے بالکل بیچ میں اور اس لئے کاروانوں کے قیام کا بالکل یقینی مقام تھا۔ معجم البلدان، اول ص ۴۱۳ اور پنجم ص ۸-۲۷۷

۹۶ واقدی کے مرتب نے "رکیۃ" کے معنی بئر (کنوئیں) کے دیئے ہیں۔ لیکن ایسا

محسوس ہوتا ہے کہ یہ کوئی عام کنواں نہ تھا بلکہ ایک مخصوص مقام کا نام تھا جہاں کنواں بھی تھا جیسے بئر ابن ضمیرہ، بئر معونہ، بئر ابن المرتفع اور بئر ابی علنبہ وغیرہ تھے۔ ملاحظہ ہو صفحات ۱۳، ۲۶، ۱۶۳، ۳۴۰ وغیرہ۔

۹۷۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ امیر سریہ نے خمس باقی رکھا تھا اور باقی مال غنیمت مجاہدین نخلہ میں تقسیم کر دیا تھا جبکہ اس روایت کے مطابق پورا کارواں معطل رکھا گیا تھا۔ یہ ممکن ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بعد مجاہدین نے بھی اپنا حصہ موقوف کر دیا ہو اور کل مال غنیمت کی تقسیم بعد میں ہوئی ہو جیسا کہ دوسرے مآخذ سے معلوم ہوتا ہے۔

۹۸۔ عروہ کی اس روایت کی دوسری تمام روایات سے تردید ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے مقتول نخلہ کی دیت نہیں ادا کی تھی۔ اس سلسلہ میں مآخذ کی وہ متفقہ روایت بہت دلچسپ ہے جس کے مطابق عتبہ بن ربیعہ نے جو عمرو بن حضرمی کے حلیف تھے صلح جویان قریش کے مشورے پر اپنے مقتول حلیف کی دیت ادا کر کے مسلمانوں سے بدر میں تصادم ٹالنا چاہا تھا مگر ابوجہل مخزومی کے بھڑکانے پر مقتول ابن حضرمی کے بھائی نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے تھے اور قصاص کے علاوہ اور کچھ قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں جنگ بدر ہو کر رہی تھی۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق ص ۲۹۷-۹۸؛ واقدی ص ۶۳-۶۵۔

۹۹۔ واقدی ص ۱۳-۱۹۔

۱۰۰۔ ابن سعد، دوم ص ۱۰-۱۱

۱۰۱۔ انساب الاشراف، اول ص ۳۷۱-۷۲۔

۱۰۲۔ تاریخ یعقوبی، دوم ص ۶۹-۷۰۔

۱۰۳۔ تاریخ طبری، دوم ص ۴۱۰-۱۵۔ سدی کی روایت کی تائید احادیث و آثار سے ہوتی

۱۰۴۔ وادی ملل، مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع شاہراہ پر مدینہ سے ۲۸ میل کی مسافت پر واقع تھی۔ ملاحظہ ہو: معجم البلدان، پنجم ص ۱۹۴۔ گویا مسلم مہم نے دو دن کا سفر روزانہ ۱۴ میل کے حساب سے کیا تھا۔

۱۰۵۔ مذکورہ بالا ص ۲۳۔

۱۰۶۔ مذکورہ بالا ص ۶۸۔

۱۰۷۔ مذکورہ بالا ص ۹-۵

۱۰۸۔ مذکورہ بالا ص ۷۔

۱۰۹۔ مذکورہ بالا ص ۷۔

۱۱۰۔ ابن منظور، لسان العرب، لفظ متعلق۔ لوئس معلوف نے المنجد (موضوع) میں اس کے معنی یوں بیان کئے ہیں: ارتصدہ و ترصدہ: ترقبہ الف، اسٹینگاس (F. Steingass) نے A Comprehensive Arabic English dictionary میں حسب ذیل معانی بیان کئے ہیں: (۱) observing steadily (۲) expecting (۳) waiting for (۴) expectation (۵) hope

۱۱۱۔ لوئس معلوف اور اسٹینگاس وغیرہ کی لغات ملاحظہ کیجئے۔

۱۱۲۔ مذکورہ بالا ص ۵۔

۱۱۳۔ مذکورہ بالا ص ۶۔

۱۱۴۔ واٹ نے یہ نتیجہ طبری میں مذکورہ سدی کی روایت سے نکالا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

۱۱۵۔ واٹ اس نکتہ کی طرف اشارہ کرکے کیا چاہتے ہیں واضح نہیں ہے۔ اگر مقصد یہ دکھانا ہے کہ عتبہ بن غزوان مازنی نے اپنے وطن مالوف یا جائے پیدائش میں وقت گذاری کی تھی اور بنو سلیم سے اپنے دیرینہ تعلقات سے فائدہ اٹھایا

تھا تو یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھنی چاہئے کہ بنو سُلیم کے قریش سے خاص کر بنو عبد شمس (یعنی بنو امیہ) اور بنو ہاشم سے بہت پرانے اور قریبی تعلقات تھے۔ یہ تعلقات تجارتی، اقتصادی اور ازدواجی تھے۔ ان کا اعتراف خود واٹ نے (ص ۹۵-۹۴) کیا ہے۔ اس ذیل میں یہ حقیقت زیادہ اہم ہے کہ ایک مسلم مہاجر سے تعلقات کے مقابلہ میں بہر حال قریش کے تعلقات اہم تھے اور یہ پورا علاقہ دراصل مکہ کے دائرۂ اثر و اقتدار میں تھا۔

۱۱۶۔ واٹ، مذکورہ بالا، ص ۷-۶۔

۱۱۷۔ ابن اسحاق ص ۲۸۷۔

۱۱۸۔ دو دن کے سفر کے بعد کا مقام، بئر ابن ضمیرہ یا بطن ملل جس جگہ نامہ نبوی پڑھا گیا تھا اور بحران کا مقام جہاں یہ دونوں صحابی قافلے سے بچھڑے تھے پانچ چھ دن کی مسافت پر واقع تھے۔ ایک دلچسپ حقیقت اس سلسلے میں یہ ہے کہ تقریباً ایک سال بعد (جمادی الاول ۳ھ / اکتوبر۔ نومبر ۶۲۴ء میں) رسول کریمؐ کی سربراہی میں ایک مسلم مہم جو تین سو مجاہدین پر مشتمل تھی اسی علاقے میں آئی تھی۔ مآخذ اور ان کی بنیاد پر جدید مورخین کا دعویٰ ہے کہ یہ فوجی نوعیت کی مہم تھی اور بنو سُلیم کے بعض سرکش اور مسلم مخالف خاندانوں کے باغیانہ و مدینہ دشمن ارادوں و عزائم کو کچلنے کے لئے گئی تھی۔ لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ ابن اسحاق اور طبری کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علاقے میں تقریباً دو ماہ تک اور واقدی اور ان کے متبعین کے مطابق دس دن قیام کیا تھا۔ یہ قیام جنگ جوئی کے لئے نہ تھا جیسا کہ مآخذ نے تصریح کی ہے کہ اس غزوہ میں کوئی جنگ و جدال نہیں واقع ہوا تھا۔ یہ طویل مدت قیام کس مقصد سے تھی ظاہر ہے۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق ص ۳۶۲، واقدی ص ۱۹۶-۷؛ ابن سعد، دوم ص ۳۶-۳۵؛ انساب الاشراف، اول ص ۳۱۱؛ طبری، دوم ص ۴۸۷۔

۱۱۹۔ ابن کثیر، تفسیر، مطبع عیسیٰ البابی الحلبی، قاہرہ، (غیر مورخہ)، اول ص ۲۵۲۔

۱۲۰۔ طبری، تفسیر، مرتبہ محمود محمد شاکر اور احمد محمد شاکر، قاہرہ، چہارم صفحہ ۳۰۶۔

۱۲۱۔ ابتدائی مہموں میں سے سریہ رابغ اور سریہ خرار اور سریہ نخلہ میں ان کی شمولیت کا ذکر صراحتاً ملتا ہے اور چار ابتدائی غزوات میں بھی ان کی شمولیت تقریباً یقینی معلوم ہوتی ہے کیونکہ مآخذ کا اصرار ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام مشاہد (مہموں) میں شریک رہے تھے۔ بعد کے تمام اہم غزوات میں بدر سے تبوک تک ۔۔ ان کی شمولیت کا ذکر بوضاحت ملتا ہے۔ مآخذ کے اصرار اور ان واقعاتی شہادتوں کے بعد یہ یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ وہ تقریباً تمام اہم غزوات وسرایا میں شامل رہے تھے۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم صفحہ ۱۴۰-۱۴۱؛ اسد الغابہ، دوم صفحہ ۲۹۰-۲۹۱۔

۱۲۲۔ ابن سعد، سوم صفحہ ۱۴۲؛ اسد الغابہ، دوم صفحہ ۲۹۰؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق صفحہ ۳۷۷، صفحہ ۳۸۱ وغیرہ

۱۲۳۔ ابن اسحاق صفحہ ۳۸۱؛ ابن ہشام، سوم صفحہ ۳۰؛ واقدی صفحہ ۲۴۰-۲۴۲؛ ابن سعد، سوم صفحہ ۱۴۰-۱۴۱۔ ان مستند مورخین کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں جن صحابہ کرام نے غزوۂ احد میں بے مثال قربانی وجاں نثاری کا ثبوت دیا تھا ان میں حضرت سعد بن ابی وقاص زہری سر فہرست تھے۔ ابن اسحاق نے محمد بن عمرو کی سند پر روایت میں کہا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد کو تیر دے کر کہتے رہتے تھے ارم سعد، فداك ابی وامی (سعد تیر چلاتے رہو، تم پر میرے ماں باپ قربان)۔ ابن سعد نے بھی ایک روایت غزوۂ احد میں ان کی ماہرانہ تیر اندازی کے بارے میں دی ہے۔ اور ایک ایک روایت سریہ خرار اور غزوۂ بدر میں ان کی شجاعت کے بارے میں۔ جبکہ چار روایتیں سریہ عبیدہ میں ان کی اسلام کے لئے پہلی تیر اندازی کی فضیلت میں بیان

ہوئی ہیں۔ ملاحظہ کیجئے حوالہ جات مذکورہ بالا۔

۱۲۴۔ ملاحظہ کیجئے: ابن سعد، سوم، ص ۱۴۱-۲: اسد الغابہ، دوم ص ۲۹۲ وغیرہ؛ اصابہ، سوم ص ۸۴؛ استیعاب، دوم ص ۶۰ وغیرہ۔ ابن قتیبہ، المعارف، ص ۵۷۵ کا بیان ہے کہ حضرت سعد تیر و کمان سازی کی صنعت میں عہد جاہلیت سے امتیاز رکھتے تھے اور یہ فن جنگ کے علاوہ سیر و شکار کے لئے بھی اہم تھا چنانچہ ان کو اس سے بہت دولت ملی۔

۱۲۵۔ غزوۂ احد میں ثابت قدم رہنے والے مسلمانوں کے نام جن میں حضرت سعد سر فہرست ہیں حضرت مقداد کی روایت پر مروی ہیں۔ اسی طرح میدان جنگ میں داد شجاعت دینے کی روایت بہت سے راویوں سے بیان ہوئی ہے جس کے لئے واقدی نے قالوا کا لفظ استعمال کیا ہے واقدی ص ۲۴۰-۱ ۔ اسی طرح جہاں حضرت سعد کے اسلام میں پہلے تیر چلانے والے واقعہ کے بارے میں کچھ روایتیں خود حضرت سعد سے مروی ہیں وہیں تین روایتیں حضرت قاسم بن عبد الرحمٰن، عبد اللہ اور داؤد بن حصین سے مروی ہیں۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم ص ۱۴۱-۱۴۰۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد سے کہا تھا کہ "تیر چلاؤ میرے ماں باپ تم پر قربان۔" اس حدیث کو حضرت علی اور قیس بن ابی حازم نے بھی بیان کیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ ان کی فضیلت میں تمام یا اکثر روایات خود حضرت سعد یا ان کے اہل خاندان سے مروی ہیں صحیح نہیں ہے۔

۱۲۶۔ ابن اسحاق ص ۳۷۸؛ ابن ہشام، دوم ص ۲۳۸۔

۱۲۷۔ واٹ، مذکورہ بالا ص ۶۔

۱۲۸۔ مذکورہ بالا ص ۷۔

۱۲۹۔ مذکورہ بالا ص ۸-۷۔

۱۳۰۔ مضمون ہذا کا ص ۲۸۔

۱۳۱۔ ایضاً صـ۲۹ ـ

۱۳۲۔ ایضاً صـ۳۲ ـ

۱۳۳۔ ایضاً صـ۳۳ ـ

۱۳۴۔ ایضاً صـ۳۵ ـ

۱۳۵۔ تفسیر طبری، چہارم صـ۴-۳۰۳ ـ

۱۳۶۔ اس ذیل میں مجاہد کی روایت، مقسم مولیٰ ابن عباس کی روایت۔ محمد بن عباس کے واسطے سے ابن عباس کی ایک اور روایت، ابو مالک غفاری کی روایت بیان کی جاسکتی ہیں۔ ملاحظہ ہو مذکورہ بالا، صـ۱۲-۳۰۷ ـ

۱۳۷ مثلاً زہری کی سند پر عروہ کی روایت، مجاہد کی روایت وغیرہ، مذکورہ بالا صـ۳۰۲ اور صـ۳۰۷ ـ

۱۳۸۔ تفسیر ابن کثیر، اول صـ۵۵-۲۵۲ ـ

۱۳۹۔ موسیٰ بن عقبہ کی ثقاہت کے لئے ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق کے انگریزی مترجم کا مقدمہ بر سیرت ابن اسحاق، صـ xvi - xvii؛ نثار احمد فاروقی، سیرت نبوی کی ابتدائی کتابیں اور ان کے مولفین صـ۵-۱۰۴؛ Early Muslim Historiography صـ۷-۲۶۱

۱۴۰۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر، اول صـ۵۵-۲۵۲ ـ

۱۴۱۔ ابن اسحاق صـ۲۸۶ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر اولیٰ سے اپنی واپسی پر سریہ نخلہ بھیجا تھا۔ اور ایک سطر پہلے مورخ نے بیان کیا ہے کہ بدر اولیٰ سے آپ جمادی الآخرہ میں واپس مدینہ آئے اور باقی جمادی، رجب، شعبان کے مہینے آپ نے مدینہ میں گذارے۔ بدر اولیٰ سے واپسی پر رجب میں مہم کا بھیجا جانا کچھ عجیب سا لگتا ہے۔ جب واپسی کا مہینہ جمادیٰ تھا پھر تفسیر طبری میں جب یہ روایت نقل

ہوتی ہے تو اس میں مہینہ جمادی ہی مذکور ہے۔ ان شہادتوں کی بنا پر یہ یقین ہوتا ہے کہ مہم نخلہ کی روانگی کا مہینہ جمادیٰ تھا۔ اور بغدادی نے قطعیت کے ساتھ جو آخری عشرے کی بات کہی ہے اس میں بھی ماہ کا اشتباہ معلوم ہوتا ہے۔

۱۴۲۔ مذکورہ بالا ص ۹-۸۔

۱۴۳۔ ایضاً ص ۸۔

۱۴۴۔ مدنی انصاری مسلمانوں کی بت شکنی کے واقعات کے لئے ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق ص ۲۰۷-۸، ص ۲۲۷-۸۔ وغیرہ

۱۴۵۔ اسلام سے پہلے اوس وخزرج کے باہمی نزاع اور جنگ جوئی کے لئے ملاحظہ ہو محمد احمد جاد المولیٰ بک، علی محمد البجاوی اور محمد ابو الفضل ابراہیم کی مرتب کردہ کتاب ایام العرب فی الجاهلية، مصر ۱۹۴۲ء، باب ششم (حروب الاوس والخزرج) ص ۸۴-۶۲۔ مرتبین نے صرف چار بڑی جنگوں کا ذکر کیا ہے اور آخر میں اپنے تبصرہ میں کہا ہے کہ مدینہ کے ان دونوں قبیلوں کے درمیان بہت سی جنگیں (حروب کثیرۃ) برپا ہوئی تھیں جن میں سے ہم نے چند پر اکتفا کی ہے۔

۱۴۶۔ مذکورہ بالا کتاب کا ص ۷۵-۷۳ اور خاص کر ص ۷۶۔ نیز واٹ، مذکورہ بالا ص ۸۷-۸۳ وغیرہ۔

۱۴۷۔ ملاحظہ ہو واٹ، مذکورہ بالا ص ۱۱۱-۱۰۷۔

۱۴۸۔ مال غنیمت کے سلسلے میں حکم خداوندی اور قوانین کے لئے ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۲۷-۳۲۱ خاص کر صفحہ ۳۲۴،۔

۱۴۹۔ فرانسسکو جبرئیلی، مذکورہ بالا، ص ۷۔

۱۵۰ واٹ، مذکورہ بالا ص ۱۲ اور ص ۲۵۵

۱۵۱۔ تفسیر طبری، چہارم ص ۳۱۵-۲۹۹، خاص کر ص ۳۰۷-۱۱؛ تفسیر ابن کثیر،

اول ص ۲۵۲-۵۵، خاص کر ص ۲۵۲-۵۳ ۔ طبری کی بیان کردہ تمام روایات میں صرف ابوجعفر کی روایت میں مسلمانوں کو سوال کرنے والا بنایا گیا ہے ۔ باقی تمام روایات میں مشرکین مکہ کو ۔ اسی طرح ابن کثیر کی بیان کردہ تمام روایات میں یسئلونک سے مراد مشرکین مکہ لئے گئے ہیں ۔

۱۵۲ مذکورہ بالا ۔

۱۵۳ ۔ تفسیر طبری، چہارم ص ۳۰۱-۲ میں تین الفاظ قتال، کبیر اور صد کے مختلف معانی پر بحث دیکھئے ۔

۱۵۴ ۔ تفسیر طبری، چہارم ص ۳۰۲، میں حضرت جابر کی سند پر روایت مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہر حرام میں اس وقت تک غزو/ جہاد نہیں کرتے تھے جب تک کہ آپ پر حملہ نہ کر دیا جائے (یُغزیٰ) ۔

۱۵۵ ۔ زہری کا خیال ہے کہ پہلے شہر حرام میں قتال ناجائز تھا لیکن اس آیت کے نزول کے بعد جائز کر دیا گیا ۔ لیکن دوسرے علمار کا خیال ہے کہ اس آیت سے شہر حرام میں قتال کسی کے لئے جائز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قتال کو ایک بڑا معاملہ بتایا ہے ۔ اور اس نقطۂ نظر کے حامی علمار میں عطار شامل ہیں جبکہ ابوجعفر کا خیال زہری سے متفق ہے ۔ خود مفسر طبری کا خیال ہے کہ یہ آیت ناسخ ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن (حنین) طائف اور اوطاس کے غزوات لڑے تھے اور ان میں سے بعض کا زمانہ شہر حرام میں تھا ۔ اسی طرح بیعت رضوان ماہ ذوالقعدہ میں کی گئی تھی ۔ ملاحظہ ہو طبری، تفسیر، چہارم ص ۳۱۳-۱۵ ۔

لیکن بنیادی طور پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ "اشہر حرم" میں جنگ وجدال ناجائز ہے اور مقدس مہینوں کی حرمت بدستور قائم ہے اور آیت مذکورہ بالا قتال کی حرمت کو ختم یا منسوخ نہیں کرتی ہے ۔ اپنی طرف سے اقدام کرنا ہر حال میں ناجائز

ہے البتہ اس آیت کریمہ نے دفاعی جنگ کرنے کی اجازت دے دی ہے جس طرح کہ ایک اور حکم خداوندی نے "حرم مکہ" میں دفاع کے لئے قتال کی اجازت دی ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ بقرہ آیت ۱۹۱۔

چنانچہ اس سے یہ فرق ظاہر ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت مذکورہ بالا کے نزول کے بعد جو غزوات وسرایا مقدس مہینوں میں بھیجے وہ اقدامی نہ تھے بلکہ دفاعی تھے جن کا مقصد فتنہ کا سر کچلنا تھا۔

۱۵۶۔ غزوات وسرایا جو مقدس مہینوں میں سے کسی میں بھیجے گئے تھے حسب ذیل نقشے سے معلوم ہوتے ہیں:۔

نمبر شمار	نام سریہ/غزوہ	مہینہ وسال	قائد
۱۔	سریہ خرار	ذی قعدہ ۱ھ	حضرت سعد بن ابی وقاص
۲۔	〃 نخلہ	رجب ۲ھ	〃 عبداللہ بن جحش
۳۔	غزوہ سویق	محرم/صفر ۲ھ	رسول کریمؐ
۴۔	غزوہ گدر	محرم ۳ھ	〃
۵۔	سریہ قطن	محرم ۴ھ	حضرت ابو سلمہ
۶۔	سریہ سفیان لحیانی	〃	حضرت عبداللہ بن انیس
۷۔	غزوہ بدر الموعد	ذوالقعدہ ۴ھ	رسول کریمؐ
۸۔	غزوہ ابو رافع یہودی	ذوالحجہ ۴ھ	حضرت عبداللہ بن انیس
۹۔	غزوہ ذات الرقاع	محرم ۵ھ	رسول کریمؐ
۱۰۔	غزوۂ خندق	ذوالقعدہ ۵ھ	〃
۱۱۔	غزوۂ بنی قریظہ	ذوالقعدہ/ذوالحجہ ۵ھ	〃
۱۲۔	〃 قرطاء	محرم ۶ھ	〃

نمبر شمار	نام سریہ/غزوہ	مہینہ و سال	قائد
۱۳-	سریہ وادی القریٰ	رجب ۶ھ	حضرت زید بن حارثہ
۱۴-	غزوۂ حدیبیہ	ذوالقعدہ ۶ھ	رسول کریمؐ
۱۵-	" خیبر	محرم ۷ھ	"
۱۶-	سریۂ نجد	"	حضرت امان بن سعید
۱۷-	عمرۃ القضیہ	ذوالقعدہ ۷ھ	رسول کریمؐ
۱۸-	سریہ بنی سلیم	ذوالحجہ ۷ھ	حضرت ابن ابی العوجار سُلَمیٰ
۱۹-	سریہ خبط/سیف البحر	رجب ۸ھ	حضرت ابو عبیدہ بن جراح
۲۰	غزوۂ طائف	شوال - ذوالقعدہ ۸ھ	رسول کریمؐ
۲۱	سریہ العرج	محرم ۹ھ	حضرت عیینہ بن حصن فزاری
۲۲-	غزوۂ تبوک	رجب - رمضان ۹ھ	رسول کریمؐ
۲۳	سریہ دومۃ الجندل	رجب ۹ھ	حضرت خالد بن ولید
۲۴	حج ابی بکر	ذوالقعدہ/ ذی الحجہ ۹ھ	حضرت ابوبکر صدیق
۲۵-	حجۃ الوداع	ذوالحجہ ۱۰ھ	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مذکورہ بالا مہموں میں سے تین یقینی طور پر مذہبی مقاصد رکھتی تھیں۔ باقی بائیس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ فوجی نوعیت کی تھیں۔

۱۵۷۔ مذکورہ بالا ص۸-۹۔

۱۵۸۔ سورہ توبہ آیت ۳۶ "ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منھا اربعۃ حرم ..." مذکورہ بالا آیت کا اردو ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی۔

(جاری)